الموضوعات الکبیر کا تعارف واسلوب

محمد وارث علی *

محمد فاروق حیدر **

علم حدیث رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیگر علوم کی طرح معرض وجود میں آ گیا تھا۔ لیکن اس کی تفصیلی مباحث وقت اور حالات کے ساتھ ساتھ ضرورت کے تحت تشکیل پاتی گئیں اور یہ ایک مستقل اور وسیع علم کی حیثیت اختیار کر گیا علماء حدیث نے اس پر توجہ فرمائی اور بڑی بڑی کتب معرض وجود میں آ گئیں اس کے مختلف شعبہ جات تشکیل پا گئے یہاں تک کہ اس علم کے تقریبا ہر پہلو پر اہل علم نے اپنی یادگار کتب چھوڑی ہیں۔ علم حدیث کے مختلف پہلوؤں میں سے وضع حدیث کے حوالے سے بھی کلام کیا گیا ہے۔

جب مختلف فرقے وجود میں آئے تو کچھ لوگوں نے مختلف اغراض کے پیش نظر احادیث وضع کرنے کا کام شروع کر دیا لیکن جب کوئی نیا فتنہ کھڑا ہوتا ہے تو اس کے خاتمے کے لئے بھی اللہ تعالی ایسے رجال کار پیدا فرما دیتا ہے جو اس حوالے سے اپنا بے مثال کردار ادا کرتے ہیں اس فتنہ کو پنپنے نہیں دیا جاتا ایسا ہی معاملہ وضع حدیث کے فتنہ کے ساتھ ہوا چنانچہ امام ابن جوزی کی الموضوعات، حافظ ابن عدی کی الکامل، امام عقیلی کی الضعفاء اور امام جوزقانی کی الاباطیل، اسی طرح ملا علی قاری کی الموضوعات الکبیر، اور "المصنوع فی الاحادیث الموضوع اس میدان میں وہ بنیادی کتب ہیں جو اس فن میں شاہکار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس فن میں الموضوعات کے مقام و مرتبہ کے پیش نظر اس کا تعارف اور اسلوب پیش کیا گیا ہے تاکہ اس علمی سرمائے سے اہل علم کو روشناس کرایا جائے۔

الموضوعات الکبیر اس فن پر ملا علی قاری کی تصنیف لطیف ہے جو ایسی روایات کا مجموعہ ہے جن کے بارے میں علم حدیث کے ماہرین نے کلام کیا ہے اور بعض کو موضوع قرار دیا ہے۔ بعض وہ روایات جو اصل میں بزرگوں کے تھے لیکن انہیں احادیث سمجھ لیا گیا اور ذخیرہ حدیث میں شامل ہو گئے۔ ملا علی قاری کا اصل

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

** ایم فل سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

نام شیخ نورالدین ابوالحسن علی بن سلطان محمد القاری الھروی ہے قاری کے نام سے معروف ہونے کی وجہ ان کا قرات میں ماہر ہونا ہے۔ان کی ولادت "ھراۃ" میں ہوئی۔البتہ تاریخ ولادت کے بارے میں مؤرخین نے نہیں لکھا کہ آپ کب پیدا ہوئے۔انہوں نے بہت کم عمر میں قرآن مجید حفظ کیا اور پھر علم تجوید و قرات میں مہارت حاصل کی اور اعلیٰ مقام حاصل کیا اس سلسلے میں اپنے شیخ معین الدین ابن حافظ زین الدین الھروی سے رہنمائی حاصل کی۔

جب اسماعیل بن حیدر صفوی المعروف شاہ اسماعیل نے "ھراۃ" میں مسلمانوں کو ظلماً قتل کرنا شروع کیا تو ملا علی قاری مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت کر گئے مؤرخین نے ہجرت کی تاریخ تو ذکر نہیں کی البتہ یہ بات طے ہے کہ آپ ۹۵۲ھ کے بعد مکہ مکرمہ آئے۔چنانچہ بیت اللہ شریف کے علماء کی صحبت میں ملا علی قاری نے کئی سال بسر کئے اور علم کے حصول میں کافی محنت کی اور علمی میدان میں اعلیٰ مرتبہ حاصل کیا۔(۱)

اساتذہ کرام

آپ کے اساتذہ میں سے چند ایک کا ذکر یہ ہے

۱۔ شیخ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد ابن حجر الھیتمی (۹۷۳ھ)

۲۔ شیخ علاؤالدین بن حسام الدین عبدالملک بن قاضی خان القرشی صاحب کنزالعمال من سنن الاقوال والافعال

۳۔ شیخ العالم المحدث محمد سعید بن مولانا خواہ الحنفی الخراسانی

۴۔ شیخ ذین الدین عطیہ بن علی (۹۸۲ھ)

۵۔ علامہ قاضی ملا عبداللہ بن سعد الدین عمری المکی ۹۸۴ھ

تلامذہ

۱۔ شیخ محی الدین عبدالقادر بن محمد بن یحیٰ (۱۰۳۳ھ)

۲۔ قاضی عبدالرحمان بن عیسیٰ بن مرشد العمری (۱۰۳۷)

۳۔ عبدالعظیم المکی بن المنلد فروخ بن عبدالمحسن (۱۰۶۱ھ)

۴۔ سید معظم الحسینی البلخی

۵۔ سلیمان بن صفی الدین الجانی (۲)

تصانیف

ملا علی قاری نے تقریباً ۸۰ کتب تحریر کیں جن میں سے چند ایک کا ذکر درج ہے۔

(۱) الاثمار الجنیۃ فی اسماء الحنفیہ

(۲) الاحادیث القدسیہ الاربعینیہ

(۳) الاسرار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ

(۴) انوار القرآن واسرار الفرقان

(۵) تخریج احادیث شرح العقائد النسفیہ

(۶) الجمالین علی الجلالین

(۷) رسالۃ فی الجمع بین الصلاتین

(۸) رسالہ فی بین صفۃ مزاح النبی ﷺ

(۹) رسالہ فی حمایۃ مذھب الامام ابی حنیفہ

(۱۰) شرح نخبۃ الفکر

(۱۱) شرح الشفاء فی حقوق المصطفیٰ

(۱۲) شرح صحیح مسلم

(۱۳) شرح فقہ الاکبر

(۱۴) شرح مسند امام ابی حنیفہ

(۱۵) شرح الھدایۃ

(۱۶) الناسخ المنسوخ من الحدیث

وفات

ملا علی قاری مکہ مکرمہ میں شوال ۱۰۱۴ھ کو اللہ کو پیارے ہوئے اور مکہ میں ہی دفن ہوئے۔(۳)

الموضوعات الکبیر کا مختصر تعارف

الموضوعات الکبیر ملا علی قاری کی تصنیف کردہ کتاب ہے جس کا اصل نام الاسرارالمرفوعہ فی الاخبارالموضوعہ ہے اور یہ الموضوعات الکبیر یا الموضوعات الکبری کے نام سے معروف ہے اس میں فاضل تصنیف نے ان احادیث کا ذکر کیا ہے جو یا تو مخصوص مقاصد کے حصول کے لئے مسلمانوں نے گھڑی ہوئی ہیں یا منافقین اور یہود و نصاری کی سازشوں کا نتیجہ ہیں اور ایسی احادیث جن میں کسی طرح کا کلام کیا گیا ہے یا انہیں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔فاضل مصنف نے بڑی مہارت کے ساتھ اہم مسائل پر مدلل انداز سے بحث بھی کی ہے اور ایک حدیث اگر لفظی اعتبار سے اصل یا بنیاد نہیں رکھتی تو اگر وہ معنوی لحاظ سے درست ہے تو دیگر احادیث اور قرآنی آیات کی روشنی میں اس چیز کو بھی ذکر کیا ہے اس کے علاوہ کچھ ایسے علماء اور اہل علم کی تصانیف اور مزارات کا بھی ذکر کیا ہے جو یونہی مشہور ہو گئے ہیں اور ان کا حقیقت سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ایسے واقعات بھی بیان کئے ہیں جن سے وضع حدیث کا پتہ چلتا ہے کہ کس طرح واعظین اور قصہ گو حضرات نے اس ضمن میں اپنا کردار ادا کیا۔

الموضوعات الکبیر کا مفصل تعارف واسلوب

فاضل مؤلف نے کتاب کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام کے بعد مفصل انداز سے مختلف روایات کے ساتھ موضوع احادیث کی روایت کے حوالے سے بحث کی ہے اور موضوع احادیث کی روایت کی حرمت کو بیان کیا ہے البتہ اس بات کا بھی اظہار کیا ہے کہ صرف اس غرض سے موضوع احادیث روایت کی جاسکتی ہیں تاکہ لوگوں کو بتایا جائے کہ یہ موضوع روایات ہیں ان سے بچیں۔

پھر کئی طرق سے اس حدیث پاک کو بیان کیا ہے۔

"مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ"(۴)

"جس نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانہ آگ بنائے"

مذکورہ حدیث پاک کے ذریعے مؤلف نے اس بات پر زور دیا ہے کہ احادیث کی روایت میں بڑی احتیاط کرنی چاہیئے اس کے ساتھ ساتھ موضوع احادیث کی روایت کے حوالے سے فاضل مؤلف نے مختلف

واقعات کا بھی ذکر کیا ہے جن میں قصہ گو حضرات نے خود احادیث وضع کر کے روایت کیں۔ یہاں تک کہ جن راویوں کو شامل سند کیا وہ اس بات کو بیان کرتے ہیں کہ ہمارے نام شامل کر کے موضوع روایات کو بیان کیا گیا ے ایسے بہت سے واقعات میں سے ایک واقعہ اس طرح ہے۔

امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین کا واقعہ

"رُوِيَ أَنه صلى أَحْمد بن حَنْبَل وَيحيى بن معِين فِي مَسْجِد الرصافة فَقَامَ بَين أَيْديهم قاص فَقَالَ حَدثنَا أَحْمد بن حَنْبَل وَيحيى بن معِين قَالَا حَدثنَا عبد الرَّزَّاق عَن معمر عَن قَتَادَة عَن أنس قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسلممَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا الله خلق الله تَعَالَى من كل كلمة مِنْهَا طيرا منقاره من ذهب وريشه من مرجان وَأخذ فِي قصه نَحوا من عشْرين ورقة---الخ(۵)

ترجمہ

"احمد بن حنبل اور یحیی بن معین نے مسجد رصافہ میں نماز ادا کی تو مسجد میں ایک قصہ گو سب کے سامنے کھڑا ہوا اور کہنے لگا احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے بیان کیا کہ انہیں عبد الرزاق نے معمر سے اور انہوں نے حضرت قتادہ سے روایت کیا وہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جس نے لا الہ الا اللہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر ہر کلمہ کے بدلے میں ایک پرندہ بناتا ہے جس کی چونچ سونے کی اور پر مرجان کے ہوتے ہیں اس طرح اس نے تقریباً بیس صفحات کا قصہ سنایا"

یہ سن کر احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ کیا آپ نے یہ روایت بیان کی ہے تو کہا کہ مجھے تو اس کا ابھی پتہ چلا ہے کہ میں نے یہ روایت بیان کی ہے اور قصہ گو جب اپنے قصہ کو ختم کر کے فارغ ہوا اور اپنے کاغذات وغیرہ سمیٹ کر درست کرنے لگا تو یحییٰ بن معین نے اسے ہاتھ کے اشارے سے اپنی طرف بلایا تو وہ ان کے پاس آیا یحییٰ بن معین نے کہا کہ یہ حدیث آپ کو کس نے بیان کی؟ اس نے جواب دیا احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے۔ یحیی نے کہا میں یحییٰ بن معین ہوں اور یہ احمد بن حنبل ہیں اور ہم نے یہ حدیث رسول پاک ﷺ سے ہرگز بیان نہیں کی۔ اگر جھوٹ بولنا ضروری ہے ہمارے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کر کے دیکھو ہمیں معاف رکھو۔ "وہ کہنے لگا آپ یحیٰ بن معین ہیں؟ یحییٰ بن معین احمق آدمی ہے لیکن اس کی تصدیق آج ہوئی ہے۔ یحیٰ بن معین نے کہا آپ کو

کیسے پتہ چلا کہ یحیٰ احمق آدمی ہے اس نے جواب دیا کہ کیا دنیا میں یحیٰ بن معین اوراحمد بن حنبلتم دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے میں نے تو سترہ یحی بن معین اور احمد بن حنبل سے روایات لی ہیں تو امام احمد بن حنبل نے اپنے چہرے پر اپناہاتھ رکھااور کہا کہ اسے جانے دو۔ تو وہ مذاق اڑاتے ہوئے ان سے رخصت ہو گیا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ کس طرح جھوٹی احادیث کو بڑے پرزورانداز سے بیان کیاجاتارہاہے اور اب بھی ایسے افراد موجود ہیں جو جھوٹی احادیث کی تحقیق کئے بغیر روایت کرتے ہیں اور لوگوں کے سامنے بیان کرکے داد وصول کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے محفوظ رکھے اور راہِ ھدایت عطا فرمائے۔

فاضل مؤلف الموضوعات الکبیر نے کچھ واعظین کے بارے میں بھی لکھاہے جو جھوٹی اور موضوع احادیث کو بڑی ڈھٹائی سے بیان کرتے رہے ہیں پھر چند احادیث بیان کرکے یہ ثابت کیاہے کہ قصہ گوئی درست نہیں ہے سوائے ان قصوں کے جو قرآن یا احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔

احادیث کے بیان کا اسلوب

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اس کتاب میں احادیث کو بیان کرنے کا جو اسلوب اختیار کیاہے اس کی تفصیل درج ذیل سطور میں پیش کی جاتی ہے

حروف تہجی کی ترتیب

فاضل مؤلف نے اپنی کتاب میں احادیث کو حروف تہجی کی ترتیب سے بیان کیاہے جس سے ایک محقق کو حدیث تلاش کرنے میں کافی سہولت حاصل ہوتی ہے۔ جیساکہ فاضل مؤلف نے خود اس کی وضاحت کی ہے آپ رحمہ اللہ لکھتے ہیں

"وَهَا أَنا أذكر الْأَحَادِيث على تَرْتِيب حُرُوف الهجاء من الْأَفْعَال والحروف والأسماء" (۶) میں احادیث کو اس میں حروف تہجی کے اعتبار سے بیان کرونگا پہلے افعال پھر حروف اور پھر اسماء کو (ذکر کیاجائے گا)

اس کے بعد مصنف نے حرفِ ھمزہ کے ساتھ شروع ہونے والی احادیث کو بیان کیاہے جن کی تعداد تقریباً ۱۰۴ کے قریب ہے اس میں بعض اوقات تو صرف اتنا ذکر کرتے ہیں کہ اس حدیث کے بارے میں فلاں ماہر حدیث نے یہ فرمایاہے اور بعض اوقات ان کا طریقہ کار یہ ہے کہ مختلف اہل علم کا اس حدیث کے بارے میں تبصرہ نقل کرتے ہیں مثلاً حدیث پاک

"آيَةٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ" اللہ کی کتاب کی ایک آیت محمد اور آل محمد سے بہتر ہے کے بعد لکھتے ہیں

قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ (۷) امام عسقلانی فرماتے ہیں میں اس حدیث کو نہیں جانتا

ماہرین حدیث کا تبصرہ

ملا علی قاری رحمہ اللہ حدیث کو بیان کرنے کے بعد بعض اوقات ماہرین حدیث کا اس حوالے سے تبصرہ اور کلام ذکر کرتے ہیں اور آخر میں اپنی رائے پیش کرتے ہیں اور بعض اوقات اپنی رائے میں سب مذکورہ اقوال کو جمع کرتے ہوئے اس کی مختلف توجیہات بیان کرتے ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے گویا ان اقوال میں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہوں مثال کے طور پر رد شمس کی حدیث کے حوالے سے لکھتے ہیں

حدیث رد شمس پر اہل علم کی آراء

ملا علی قاری ایک سورج کے واپس پلٹنے والی حدیث ذکر کرنے کے بعد اس پر تفصیلی بحث کرتے ہیں پہلے حدیث بیان کرتے ہیں کہ

"إن الشَّمْس ردَّتْ عَن عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ" بے شک سورج علی بن ابو طالب کے لئے لوٹایا گیا

پھر اس پر مختلف اہل علم کا تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

قَالَ أَحْمَدُ لَا أَصْلَ لَهُ امام احمد فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ہے

وَادَّعَى ابْنُ الْجَوْزِيِّ أَنَّهُ مَوْضُوعٌ اور ابن جوزی نے دعوی کیا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے

لَكِنْ قَالَ السُّيُوطِيُّ أَخْرَجَهُ ابْنُ مَنْدَهْ وَابْنُ شَاهِينٍ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ لیکن امام جلال الدین سیوطی کہتے ہیں کہ اسے ابن مندہ، ابن شاہین اور ابن مردویہ نے بھی نقل کیا ہے

وَصَحَّحَهُ الطَّحَاوِيُّ وَالْقَاضِي عِيَاضٌ امام طحاوی اور قاضی عیاض رحمہما اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے

پھر ملا علی اہل علم کے ان اقوال میں تطبیق پیدا کرتے ہوئے اپنا موقف بتاتے ہیں کہ

أَقُولُ وَلَعَلَّ الْمَنْفِيَّ رَدُّهَا بِأَمْرِ عَلِيٍّ وَالْمُثْبَتُ بِدُعَاءِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَتَفْصِيلُهُ فِي السِّيَرِ "(۸)

ترجمہ: میرا کہنا یہ ہے شاید جنہوں نے اس حدیث کی نفی کی ہے اس وجہ سے کی ہو کہ سورج کا پلٹنا حضرت علی کے حکم سے مانا ہو اور جنہوں نے اثبات کیا وہ دعائے رسول ﷺ سے سورج کے پلٹنے کی بات کرتا ہو البتہ اس کی تفصیلات سیر کی کتب میں موجود ہیں۔

اس سے فاضل مصنف کے انداز اور اسلوب کا پتا چلتا ہے کہ وہ کس قدر تحقیقی رجحان رکھتے ہیں اور احادیث کی تحقیق میں بہت مہارت رکھتے ہیں

مصنف کا نقطہ نظر

اس حدیث پر تبصرہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ علامہ ملا علی قاری بعض احادیث کے حوالے سے پوری تحقیق نقل کرتے ہیں اور مختلف اہل علم کی آراء کا اظہار کرنے کے بعد مختلف اقوال میں تطبیق دیتے ہیں اور اپنا مؤقف بھی بیان کرتے ہیں اور اس کے لئے "اقول" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ جس سے ان کا یہ اسلوب واضح ہوتا ہے

دیگر احادیث سے استشہاد

اسی طرح بعض احادیث کو ذکر کرنے کے بعد اس پر حکم لگاتے ہیں اور اس بارے میں اہل علم کا تبصرہ کر کے اسی مضمون کی دیگر احادیث کو بھی بیان کرتے ہیں جو صحیح احادیث کا درجہ رکھتی ہیں بعض اوقات احادیث کا درجہ بھی نقل کرتے ہیں اور جن محدثین نے اس حدیث کو اپنی تالیفات میں ذکر کیا ہے ان کا بھی ذکر کرتے ہیں جیسے حرف باء کے تحت احادیث کا ذکر کرتے ہوئے ایک حدیث صفائی اور پاکیزگی کے بارے میں بیان کی ہے کہ

بُنِيَ الدِّينُ عَلَى النَّظَافَةِ

"دین کی بنیاد نظافت پر رکھی گئی ہے"

اس پر تبصرہ کرنے کے بعد امام ترمذی کی روایت کردہ حدیث کا ذکر کیا ہے جو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی گئی ہے "بے شک اللہ تعالیٰ نظیف ہے اور نظافت کو پسند کرتا ہے"

پھر امام ترمذی نے اس کے علاوہ دیگر الفاظ سے اسی روایت کو بیان کیا اسے بھی فاضل مؤلف نے بیان کیا ہے اور امام بزار اور امام رافعی کے حوالے سے امام قرطبی نے بیان کیا کہ اس حدیث کو انہوں نے بھی بیان کیا ہے۔(۹)

احادیث اور اقوال بزرگانِ دین

فاضل مؤلف الموضوعات الکبیر نے اپنی تالیف میں اس بات کا بھی انکشاف کیا ہے کہ بعض بزرگوں کے اقوال بھی احادیث کے طور پر معروف ہو چکے ہیں اور انہیں حدیث سمجھا جاتا ہے اور احادیث کے ذخیرے میں ملتے ہیں جبکہ وہ حقیقت میں کسی بزرگ کا قول ہوتا ہے۔ مثلاً قول

"تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةً"

"ایک لمحے کا غور وفکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے"

اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ امام فاکھانی اس بارے میں کہتے ہیں کہ یہ حدیث نہیں بلکہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے امام خطابی نے حضرت ابن عباس اور ابو داؤد کی طرف منسوب کرتے ہوئے یہ قول ذکر کیا ہے کہ "ایک لمحے کا غور وفکر ایک رات کے قیام سے بہتر ہے" امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ سے ذکر کیا ہے کہ "ایک لمحے کی غور وفکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔"(۱۰)

اس سے معلوم ہوا کہ احادیث کے ذخائر میں بعض ایسے اقوال بھی شامل ہو گئے جن کا اسناد رسول اللہ ﷺ تک نہیں پہنچتا

سندِ حدیث سے استشہاد

بعض احادیث کے صحیح اور غیر صحیح ہونے کے حوالے سے اقوال اہل علم کے ساتھ ساتھ اس حدیث کی سند پر بھی فاضل مؤلف بحث کرتے ہیں اور اس حدیث کا درجہ متعین کرتے ہیں جیسے حدیث حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلَاثٌ الطِّيبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ"(۱۱) دنیا کی تین چیزیں میرے لئے پسندیدہ بنائی گئی ہیں خوشبو، عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے

اس حدیث کے حوالے سے آپ نے بحث کی ہے اور دیگر روایات کو ذکر کر کے سند پر بحث کی ہے اور اس حدیث کی تحقیق کی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی اس مضمون کی روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں

قُلْتُ فَيَصِيرُ إِسْنَادُهُ حَسَنًا میں کہتا ہوں اس روایت کی اسانید حسن ہیں

آیات قرآنی سے استشہاد

احادیث کی صحت اور سقم کے حوالے سے ثبوت اور دلائل میں دیگر احادیث اور روایات کے ساتھ ساتھ فاضل مؤلف آیات قرآنی کا بھی سہارا لیتے ہیں مثلاً حدیث "حب الوطن من الایمان" کے تحت انہوں نے تفصیلی بحث کی ہے کہ وطن کی محبت کا تعلق ایمان کے ساتھ ہے یا نہیں اور اس سلسلے میں قرآنی آیات

"وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا(۱۲)

"اور اگر ہم ان پر فرض کر دیتے کہ تم اپنے آپ کو قتل کر ڈالو"

" وَمَا لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا"(۱۳)

"ہمیں کیا ہوا ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں جنگ نہ کریں حالانکہ ہمیں اپنے گھروں سے اور اولاد سے جدا کر دیا گیا ہے"

"وَأَنَّ إِلَى رَبِّكَ الْمُنْتَهَى"(۱۴) "اور یہ کہ (بالآخر سب کو) آپ کے رب ہی کی طرف پہنچنا ہے"

ان آیات سے دلائل اخذ کر کے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے اگر چہ یہ اہل ایمان کے علاوہ دوسرے لوگوں میں بھی پائی جاتی ہے لیکن اغلب ہونے کے اعتبار سے اسے اہل ایمان کے ساتھ خاص کیا جاسکتا ہے جیسا کہ حدیث پاک ہے۔ وعدہ کا اچھا ہونا ایمان میں سے ہے تو اگر چہ وعدے کی پابندی غیر مسلم میں بھی پائی جاتی ہے لیکن اس صفت کو ایمان کے ساتھ خاص قرار دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ دوسروں میں نہیں پائی جائے گی اسی طرح وطن کی محبت کو اہل ایمان کے ساتھ خاص کرنے سے اس کا دوسروں میں پایا جانا منافی نہ ہو گا۔(۱۵)

آیات کے ذریعے استشہاد کا یہ اسلوب الموضوعات الکبیر میں کثیر مقامات پر پایا جاتا ہے جس سے مؤلف علیہ الرحمہ کی قرآنی آیات سے استدلال کرنے میں مہارت بھی واضح ہوتی ہے۔

حدیث کا معنوی طور پر درست ہونا

فاضل مؤلف کی تالیف میں بے شمار ایسی احادیث کا ذکر بھی ملتا ہے کہ جن کے بارے میں ان کا یہ مؤقف ہے کہ یہ احادیث لفظی اعتبار سے موضوع یا غیر مستند ہیں لیکن معنوی لحاظ سے وہ درست ہیں۔یعنی ان سے نکلنے والا مفہوم قرآن وحدیث کے موافق ہے لہذا فاضل مؤلف اس مضمون کی تائید میں قرآنی آیات واحادیث صحیحہ کو ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ خارجی دلائل بھی پیش کرتے ہیں اور نفس مضمون کو درست قرار دیتے ہیں جس کی متعدد مثالیں ان کی مذکورہ تالیف میں موجود ہیں۔مثلاً حدیث

"نَوْمُ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ "کے تحت لکھتے ہیں کہ مرفوع احادیث میں اس کی کوئی اصل نہیں روزے دار کی نیند کے بارے میں ہے کہ اسکی نیند عبادت ہے اور اس کا خاموش رہنا تسبیح ہے۔الی آخرہ

لیکن ابو نعیم نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے " نَوْمٌ عَلَى عِلْمٍ خَيْرٌ مِنْ صَلَاةٍ عَلَى جَهْلٍ" علم کی حالت میں سونا جہالت کے ساتھ نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

مذکورہ حدیث سے اول الذکر غیر صحیح حدیث کا مضمون تو درست ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص عالم دین ہے اس کا سونا عبادت ہے کیونکہ وہ نیند پوری کر کے اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری پر طاقت حاصل کرے گا اور ہشاش بشاش ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت زیادہ اچھے طریقے سے کرے گا اور اسی سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ظالم آدمی کا سونا عبادت ہے کہ جب تک سویا رہے گا وہ ظلم سے باز رہے گا۔(١٦)

اس بحث سے ثابت ہوا کہ مذکورہ حدیث کا مضمون تو درست ہے جو دیگر احادیث سے واضح ہو رہا ہے لیکن اس کے الفاظ کی تائید و تصدیق موجود نہیں لہذا ایسی احادیث ثبوت کے اعتبار سے تو قابل قبول نہیں ہیں مگر ان پر عمل کیا جاسکتا ہے

دیگر فصول

حروف تہجی کی ترتیب سے احادیث ذکر کرنے کے بعد فاضل مؤلف نے اپنی کتاب کے آخری ۲۵ صفحات میں کچھ فصول ترتیب دی ہیں جن میں انہوں نے بعض آئمہ کی دوسرے آئمہ کرام کے ساتھ ملاقات کے حوالے سے روایات کا ذکر کیا ہے کچھ اہل علم کی تصانیف کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ وہ جن کی

طرف منسوب ہیں وہ درست نہیں کچھ قبور کے بارے میں بتایا جو کہ بزرگوں اور اسلاف کی طرف منسوب ہیں جبکہ ان میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔(۱۷)

پھر چند ایسی احادیث کا بھی ذکر کیا جو مشہور ہو چکی ہیں لیکن انکی اصل موجود نہیں ہے یا انکی اسانید پر کلام کیا گیا ہے۔اسی طرح حضرت خضر علیہ السلام اور انکی زندگی کے حوالے سے جو احادیث ہیں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ درست نہیں ہیں۔مثلا یہ حدیث إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ فَسَمِعَ كَلَامًا مِنْ وَرَائِهِ فَذَهَبُوا ينظرُونَ فَإِذا هُوَ الْخضر(۱۸)

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے کہ غیب سے گفتگو کی آواز سنی تو اسے دیکھنے گئے تو دیکھا کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے اور وہ حدیث جس میں حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام کے ہر سال ملنے کا بیان ہے يَلْتَقِي الْخِضِرُ وَإِلْيَاسُ كُلَّ عَامٍ اس حدیث کے حوالے سے ملا علی قاری فرماتے ہیں أَنَّهُ أَخْرَجَهُ الْعُقَيْلِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ فِي الْأَفْرَادِ وَابْنُ عَسَاكِرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا (۱۹)

اس حدیث کو امام عقیلی نے بھی نقل کیا ہے اور دار قطنی نے بھی اور امام ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا نقل کرتے ہیں

اس سے پتا چلا کہ ملا علی قاری حدیث کے حوالے سے بہت درک رکھتے ہیں اور دیگر محدثین کی آراء کو بھی کرتے ہیں اور آخر میں اپنا نقطہ نظر پیش کرتے ہیں

شواہد صحیحہ سے بطلان

پھر ایسی احادیث کا بھی بیان ہے جو شواہد صحیحہ سے باطل ہوتی ہیں مثلاً عوج بن عنق الطویل کے متعلق حدیث جس میں اس کے قد کے بارے میں بتایا گیا ہے اس حدیث کے وضع کرنے والے کے مقصد کو بھی بیان کیا ہے کہ کس وجہ سے یہ وضع کی۔مصنف اعلام لکھتے ہیں کہ اس حدیث کا مقصد انبیاء کرام کے بارے اخبار میں طعن کرنا تھا(۲۰)

آیات قرآنی کے خلاف احادیث کا رد

پھر ایسی احادیث جن کے خلاف واضح قرآنی آیات موجود ہیں مثلاً دنیا کی عمر کو بیان کرنے والی حدیث کہ دنیا سات لاکھ سال تک قائم رہے گی اس کے بعد قیامت واقع ہو جائے گی جب کہ اس بارے میں

واضح قرآنی آیت موجود ہے کہ قیامت کا وقت متعین نہیں بتایا گیا۔"يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا" (۲۱) " (کفّار) آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہو گا"

شعبان کی پندرویں شب کی نماز

اسی طرح شعبان المعظم کی پندرویں شب میں پڑھی جانے والی نماز کے حوالے سے احادیث کا ذکر کیا گیا ہے مثلا یہ حدیث کہ يَا عَلِيُّ مَنْ صَلَّى لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ مِائَةَ رَكْعَةٍ بِأَلْفِ {قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ}قَضَى اللَّهُ لَهُ كُلَّ حَاجَةٍ طَلَبَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ ------------ سَبْعُونَ أَلْفَ غُلَامٍ وَسَبْعُونَ أَلْفَ وِلْدَانٍ إِلَى أَنْ قَالَ وَيَشْفَعُ وَالِدَاهُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِي سَبْعِينَ أَلْفًا(۲۲)

اے علی جس نے شعبان کی نصف شب سو رکعات نماز اسطرح پڑھی کہ ہزار مرتبہ {قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ} پڑی تو اللہ تعالی اسکی اس رات کی جانے والی ہر حاجت پوری فرمائے گا۔-----------------اور ستر ہزار لڑکے یہاں تک کہ فرمایا اس کے لئے ہر ایک اس کی شفاعت کرے گا۔

اس جیسی دیگر احادیث بھی بیان کی ہیں اور ان کے جھوٹا ہونے کا ذکر کیا ہے۔

اسی طرح حبشہ اور سودان کی مذمت پر احادیث پر بحث کی ہے کہ ان کی بھی کوئی اصل نہیں ہے۔

قرائن سے استشہاد

ملا علی قاری نے اہل خیبر پر جزیہ نافذ کرنے پر موجود احادیث بیان کر کے ان کا رد پیش کیا ہے۔ کہ یہ کئی وجوہ کی بناء پر جھوٹ ہے ان وجوہ میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں سعد بن معاذ کی موجودگی ظاہر ہو رہی ہے جبکہ وہ غزوہ خندق کے موقع پر وفات پا گئے تھے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں حَدِيثِ وَضْعِ الْجِزْيَةِ عَنْ أَهْلِ خَيْبَرَ فَهَذَا كَذِبٌ مِنْ عِدَّةِ وُجُوهٍ أَحَدُهَا أَنَّ فِيهِ شَهَادَةَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَسَعْدٌ قَدْ تُوُفِّيَ قَبْلَ ذَلِكَ فِي غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ(۲۳)

اہل خیبر پر جزیہ لاگو کرنے والی حدیث کئی وجوہ کی بناء پر جھوٹ ہے ان میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ اس میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موجودگی ثابت ہوتی ہے جو اس سے پہلے ہی غزوہ خندق کے موقع پر وفات پا چکے تھے۔

خلاصہ بحث

اس بحث کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اپنی اس تصنیف میں حروف تہجی کے مطابق احادیث کو جمع کیا ہے جس سے احادیث کو تلاش کرنا بہت آسان ہے اس کے علاوہ انہوں احادیث کو بیان کر کے ان کے بارے مختلف اہل علم کی آراء کو بھی بیان کیا ہے اور اگر کسی نے اس حدیث کی اپنی کتاب میں تخریج کی ہے اس کا بھی ذکر کرتے ہیں احادیث اگر حقائق کے خلاف ہیں تو اس کے بارے میں یہ حکم لگاتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے اسی طرح اگر کوئی حدیث لفظی اعتبار سے ضعیف ہے لیکن معنوی اعتبار سے صحیح ہے تو مصنف علیہ الرحمۃ اس کی موئید روایات بھی ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں اس پر عمل کیا جائے گا اس کے علاوہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ کبھی احادیث کے حوالے سے قرآنی آیات سے بھی استشہاد کرتے ہیں

سفارشات

۱۔اس حوالے سے بہت زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے تا کہ ان احادیث کو سامنے لایا جائے جو معروف ہو گئی ہیں لیکن ان کی اصل نہیں ہے۔

۲۔اس کتاب کا ترجمہ اردو زبان میں مہیا نہیں ہے اس کا اہتمام کیا جانا چاہئے۔

۳۔اس کتاب کی احادیث کو موضوعات کی ترتیب سے مرتب کر کے اس کی تخریج اور تنقیح کی جانی چاہئے۔

۴۔اس قسم کی دیگر کتب کو سامنے رکھ کر احادیث کی مزید تحقیق کی ضرورت ہے تا کہ ان میں موجود صحیح احادیث کو نکالا جا سکے۔

۵۔اس کتاب پر ایم فل سطح کا کام کرنے کی ضرورت ہے چاہے یہ کسی اور کتاب کے ساتھ تقابل کر کے کیا جائے یا تقابل کے بغیر۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ملا علی قاری، "**مقدمہ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح**"، دارالکتب العلمیہ، بیروت (س ن)

۲۔عبدالحی بن احمد ابن العماد، **شذرات الذہب فی اخبار من الذہب**، دار ابن کثیر، بیروت، طبعہ اولی، ۱۹۸۸ء ج۸، ص ۴۰۳

۳۔ ایضاً

۴۔ ملا علی القاری، **الموضوعات الکبیر**، مطبع مجتبائی، دہلی، ت ن، ص ۵

۵۔ نفس المصدر، ص ۱۲،۱۱

۶۔ نفس المصدر، ص ۱۶

۷۔ نفس المصدر، ص ۱۶

۸۔ نفس المصدر، ص ۱۸

۹۔ نفس المصدر، ص ۲۹

۱۰۔ نفس المصدر، ص ۳۱

۱۱۔ نفس المصدر، ص ۳۴

۱۲۔ النساء ۴: ۶۶

۱۳۔ البقرہ ۲: ۲۴۶

۱۴۔ النجم ۵۳: ۴۲

۱۵۔ ملا علی القاری، **الموضوعات الکبیر**، ص ۳۵

۱۶۔ نفس المصدر، ص ۷۸

۱۷۔ نفس المصدر، ص ۸۴

۱۸۔ نفس المصدر، ص ۸۶

۱۹۔ نفس المصدر

۲۰۔ نفس المصدر ص ۹۷

۲۱۔ النزعات ۷۹: ۴۲

۲۲۔ ملا علی القاری، **الموضوعات الکبیر**، ص ۹۸

۲۲۔ **الموضوعات الکبیر**، ص ۹۸

۲۳۔ نفس المصدر